رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (للعہ)

خواص سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (للعہ)

ہندوستان سے باہر ۔ ۔ ۔ ۔ (للعہ)

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب صرف ۔ ۔ ۔ عہ

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

جلد ۱۵ ۔ نمبر ۴ ۔ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

(قادیان دارالامان)

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

نشانات میرزا

امر تسری منکر کے رسالہ الہامات مرزا کے جواب کا اعلان ہوتے ہی احباب نے مسرت آمیز اور حوصلہ افزا خطوط لکھنے شروع کئے ہیں۔ شیخ ہاشم علی صاحب فدائے سلسلہ نے بڑے جوش سے خط لکھا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی احباب ہر طرح سے مدد دینے کے لئے لکھ رہے ہیں۔ میری رائے میں یہ کتاب مفت تقسیم ہونی چاہیئے۔ اگر ایک سو احباب ایسے نکل آئیں۔ جو اس کی دس دس جلدیں لیکر مفت تقسیم کرنیکا وعدہ کریں۔ تو ایک ہزار کاپی مفت شایع ہو سکتی ہے یعنے سردست دو ہزار کاپیاں اس رسالہ کی چھاپنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ یہ رسالہ آخر فروری ۱۹۱۱ء تک انشاء اللہ العزیز شایع ہو جائیگا۔ جو لوگ مفت تقسیم کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ کوئی رقم اس مقصد کے لئے سردست میرے پاس نہ بھیجی جاوے۔ بلکہ جو قت کتاب نصف کے قریب پریس میں جا چکے گی اس وقت میں انشاء اللہ العزیز اعلان کردوں گا۔ اب صرف درخواستیں بھیجنی چاہیں۔

قرآن اور قرآن کی تلاوت!

وہ نور ایمان ہے۔ تو یہ راحت جان ہے!! عرفان حقیقی کی روشنی دنیا میں قرآن سے پھیلی۔ اور قرآن کی تلاوت سے انسان کو حقیقی راحت وتسکین حاصل ہوئی۔ قرآن ہی کی برکت سے ریگستان عرب کا ایک ایک ذرہ جلالت قدر کے آسمان کا آفتاب و ماہتاب بنا۔ اور قرآن ہی کی تہذیب نے گری ہوئی قوموں کو دنیا میں سربلند کیا۔ قرآن فیض کا وہ چشمہ صافی ہے جو ہر ایک کی پیاس بجھاتا ہے۔ قرآن وہ خزانہ جاوید ہے جس تک پہونچنے کے بعد کوئی بھی محروم اور نامراد نہیں رہتا۔ قرآن خدا کے فضل اور رحمت کا وہ درخشاں آفتاب ہے جو ایک تاجدار کے محل کو بھی روشنی دیتا ہے اور ایک غریب حقیر انسان کے جھونپڑے پر بھی چمکتا ہے۔ کوئی نہیں ہے جو قرآن کی بارگاہ میں سایل بنکر پیش ہوا ہو۔ اور دولت دارین سے مالا مال نہ ہوا ہو۔ قرآن زندہ ہے۔ اور زندہ رہیگا۔ تیرہ سو اٹھائیس برس ہوئے کہ فاران کی چوٹیاں اس آفتاب سے منور ہوئیں اب ایشیا۔ افریقہ۔ اور یورپ اس روشنی سے جگمگا رہے ہیں۔ مسلمانو! حیف ہے! کہ یہ لازوال دولت تم میں موجود ہو اور پھر بھی تمہاری زبانوں پر محرومی قسمت کی فریاد ہو۔ آؤ! در رحمت کھلا ہوا ہے۔ اور اس ابر رحمت کا سایہ اب بھی اس مردہ زمین کے زندہ و ارشاداب بنانے کو موجود ہے۔ صبح قرآن کو پڑھو سمجھو۔ اور شام کو غور کرو کہ تلاوت قرآن کے کیا نتایج تم نے اس روز اپنی عملی زندگی میں پیدا کئے۔ سمجھو کہ قرآن کیا کہہ رہا ہے اور کوشش کرو۔ کہ تم قرآن کے سچے فرزند بن جاؤ۔ قرآن کا ایک جملہ حقایق و معارف کا ایک ایک سمندر ہے۔ سنو! خدا کا رحم اور فضل اب بھی تمہارے واسطے موجود ہے۔ اسلام کو اب بھی تم پر پیار آتا ہے۔ اور مدینہ کے سبز گنبد والے ایوان میں تمہارے لئے اب بھی انعام فضل اور محبت کے سامان ہیں۔ لیکن جسطرح قرآن تمہارا ہے اسی طرح تم قرآن کے بنو!!

(راقم عبد السلام از دہلی۔ فاروقی پریس)

ریویو

جری اللہ فی حلل الانبیاء امام وقت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تصنیف براہین احمدیہ جلد پنجم میں سے ایک اعلیٰ اور افضل نظم جسمیں بہت سی پیشگوئیاں ہیں محمد یٰسین و محمد یمین سہارنپوری نے عمدہ سفید موٹے کاغذ پر چھپوا کر بصورت کتاب شایع کیا ہے۔

قیمت فی جلد ۱؍ اور ۲۰ جلد کا ایک روپیہ۔

ملنے کا پتہ قادیان دار الامان محمد یٰسین و محمد یمین مہاجر سے مل سکتی ہے

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری یومیہ آمدنی ۸۰ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ بس اس پر صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوا اپنی تاثیر میں مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ تاثیر سے محروم رہا ہے سنیئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر مہجر بی ناتھ صاحب بہادر لفٹننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو میکا کر خون صالح پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی چٹ ہوکر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہوئے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۰ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونیسے جو لوگ امراض گردوی اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے جو روز بروز میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے دیگر امراض جو کثرت نواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز۔ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ۲)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب لاثانی دوائی روغن دافع سستی موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی۔ اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر خود طاقت بحال ہو جاتی ہے مایوس مریضوں نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی استعمال کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے۔ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ (عہ۲)

یہ دو دوائیں۔ حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں +

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں ہے ہم پہلے وہ دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ۔ پہلا اس میں بھی دیو کا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں تم قسم کی ہر کاریگی رنج سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے جس اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلق قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول مفت منگا لیجئے پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمایئے۔ قیمت فی بکس (عہ)

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امر لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچی ہے ہم اس طلاء طلسمی کے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اسکو پائیں قیمت ۲ ماشہ (عہ) سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ (۶ر) منجن دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے قیمت فی بکس ۸ر

المشتہر:۔ حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی۔

فصلی بخار۔ اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر آزمایش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے اس لئے اس کی چار یا پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴ر) محصولڈاک دو شیشی (۸ر)
قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸ر) محصولڈاک دو شیشی (۶ر)

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے۔
قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴ر)
محصولڈاک ایک شیشی سے ۶ شیشی تک ۵ر بارہ ڈبیہ ۶ر

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵و۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی صحت اب خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے۔ قرآن مجید کے سننے کا پاک اور روح کو مسرت بخشنے والا شغل شروع ہو گیا ہے۔ اب میں پھر اپنے قدیم معمول کے موافق خدا کے فضل سے ناظرین الحکم کو ان مجاہدات و نکات سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں جو ان ایام میں مجھے بلا واسطہ یا بالواسطہ سننے کا موقعہ ہوا۔ اور کسی نہ کسی رنگ میں آپ کی پاک سیرۃ کا جزو ہیں۔

ایمانی قوت

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی ایمانی قوت کے متعلق پہلے بھی کئی بار ذکر کر چکا ہوں۔ مگر یہاں بعض جدید واقعات اسکی تائید میں پیش کرنے خالی از فایدہ نہ ہوں گے۔

۲۳ جنوری کی صبح کو جبکہ ابھی ماشرہ کا ورم موجود تھا۔ اور آپ کو تکلیف تھی۔ گو بمقابلہ سابق بہت آرام تھا۔ قرآن کریم اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا مجھے اپنی اولاد کا کچھ بھی فکر نہیں۔ ایک دنیا دار انسان جو اپنی عمر میں اسی سال کے قریب ہو۔ اور جس کے تمام بچے محض نابالغ اور بعض شیر خوار ہوں۔ ایسی حالت میں کہ وہ گویا بستر مرگ پر ہو جو کچھ اپنے حرکات و سکنات سے ظاہر کر سکتا ہے۔ بجز اس کے معلوم ہے اس کے اندر گھبراہٹ اور بے اطمینانی ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے سامنے مختلف امیدوں اور آرزؤں کا ایک وسیع میدان پاتا ہے۔ اور جوں جوں وہ اپنی اولاد اور متعلقین کے سلسلہ اور بے سرو سامانی پر غور کرتا ہے اسیقدر اس کے دل میں اضطراب بڑھتا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اس قسم کی حالت میں ناظرین الحکم نے کم و بیش ضرور دیکھا ہے۔ مگر اس کے بالمقابل اسی سال کے بڈھے۔ مگر جوان ہمت کو دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ پر اسے کیا ایمان اور بھروسہ ہے۔ اس کی ایمانی حالت میں توحید اور توکل علے اللہ کا کیسا غلبہ ہے۔ اور بیوی۔ اور بچوں کے لئے اس کے دل پر کوئی غم نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ صالح کی اولاد کو اللہ تعالیٰ ضایع نہیں کرتا۔ یہ یقین اور قوت ایمانی ہے۔ جو ہر حال میں اسے خوش و خورم رکھتی ہے۔ اس سے جہاں آپ کی ایمانی قوت کا پتہ لگتا ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ فی الواقعہ دنیا میں آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کہ دنیا میں مسافر کی طرح رہو۔ کسی چیز کے ساتھ دل بستگی نہیں۔

مخلوق کی نفع رسانی کا خیال

حضرت خلیفۃ المسیح کا وجود تو مسلم طور پر نافع الناس ہے۔ ہر شخص بقطع نظر کافر و مومن دوست و دشمن کے آپ کے فیوض سے بلا تکلف فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ علالت کے اس سخت حملہ کے دنوں میں بھی یہ سلسلہ برستور جاری رہا ایک شخص نے آکر اپنی ضروریات کا ذکر کیا اور کسی شخص کی شکایت کی کہ اسکا کفاف سیتی ہے نہیں دیا گیا۔ فرمایا اس کو ہمارے گھر سے دیدو۔ یہ کیا عجب شان ہے۔ حکم دیکر جہاں سے اسکا کفاف مقرر ہے دلا سکتے تھے۔ مگر نہیں اس کی رفع شکایت یوں کر دی کہ اپنی گرہ سے دیدیا۔ ہر شخص کا یہ کام اور حوصلہ نہیں ہو سکتا کہ اسکا سینہ اتنا وسیع ہو۔

ایک دن شام کو میاں دین محمد (المعروف بگا میاں) آپکے پاس آیا اور کہا میری والدہ سلام علیکم کہتی ہے۔ جواب کیا تھا ہی حکم دیا کہ ابھی اس کو ایک روپیہ دیدو۔ میاں دین محمد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص خادم میاں جان محمد مرحوم کا بیٹا ہے۔ اور بیچارہ معذور ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اسکی ضروریات کا خصوصیت سے لحاظ رکھتے ہیں۔ اور اس کی پرورش فرماتے رہتے ہیں۔ اس موقعہ پر اسے نہیں بھولے پھر اس نے اپنی شادی کے متعلق ذکر کیا کہ میری والدہ ایک جگہ تلاش رشتہ میں جانا چاہتی تھی فرمایا ضرور جائے ہم روپیہ دینگے پھر میاں دین محمد نے ایک دعا اپنی بھی بیان کر دی کہ یہ استعمال کریں۔ فرمایا بہت اچھا۔

یہ سب معمولی باتیں سمجھی جائیں گی۔ مگر جو لوگ جانتے ہیں۔ کہ میاں دین محمد ایک کس مپرس اور بے علم آدمی ہے۔ اور بعض لوگ تو اُسے محض اپنی تفریح کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔ وہ غور کریں۔ تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ حضرت کے اخلاق کا معیار کتنا اونچا ہے۔ وہ کسی شخص کی بات کو بھی حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اور شکستہ دلوں کی دلجوئی اور تسلی کے لئے آپ ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

نیکی کے کاموں کے لئے ادنیٰ تحریک سے بھی طیار رہتے ہیں

اس بیماری کی حالت میں میں نے دیکھا ہے کہ کسی نیک کام کی ادنیٰ تحریک بھی کیجاوے تو آپ اس کی تعمیل کے لئے فوری جوش رکھتے ہیں۔ مولوی عبدالقادر صاحب لودہانوی نے رویا میں دیکھا کہ مولانا مولوی محمد قاسم مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح کی عیادت کو آئے ہیں۔ اور انہوں نے ایک سو روپیہ صدقہ کرنے کے لئے فرمایا ہے حضرت کو یہ خواب سنائی گئی۔ تو آپ نے فوراً حکم دیا۔ کہ ایک سو روپیہ نقد صدقہ کر دو۔ یہ تو سنت ابراہیمی کا اتباع آپ نے کیا۔ انہوں نے رویا میں دیکھا کہ گویا اپنے بچے کو ذبح کرتے ہیں۔ آپ فوراً اس کے لئے تیار ہو گئے مگر یہاں تو رویا ہی کسی دوسرے شخص نے دیکھی۔ تو آپ نے فوراً ہی اس کی تعمیل کر دی۔ یہ ایک سبق ہے ہم لوگوں کے لئے۔ کہ خیرات و صدقات کے لئے کسقدر جوش ہمارے اندر ہونا چاہئے صدقہ فی الحقیقت ایک ایسی شے ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے غضب کو دور کر دیتا ہے۔ اور آئی ہوئی بلائیں اس سے ٹل جاتی ہیں۔ ایک شخص نے قربانی کا خواب دیکھا۔ کئی مرتبہ آپ نے قربانی کر دی۔ یہ عملی نمونہ نہایت موثر اور مبارک ہے۔ آپ ہمیشہ لوگوں کو صدقات کی تعلیم دیتے رہتے ہیں۔ اس بیماری میں اس کثرت سے آپ نے صدقہ کیا ہے کہ جاننے والے جانتے ہیں۔ اور ہم نے دیکھا ہے کہ صدقہ کے ذریعہ رد بلا ہوتا ہے۔ صدقہ تمام قوموں میں ایک مفید چیز قرار دی گئی ہے۔ اور فطرتی طور پر ہر شخص اسے رد بلا کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

غیر معمولی صفات کا اظہار

حضرت خلیفۃ المسیح کی خصوصیات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ آپ کبھی روتے نہیں۔ میں نے اس بیماری سے پہلے صرف آپ کو دو مرتبہ آنسو بہاتے دیکھا ہے ایک مرتبہ اپنے ایک بچے کی وفات پر۔ اس وقت میرے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا تھا۔ کہ یہ آنسو میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کے لئے نکالے ہیں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک بچے کی جب وفات ہوئی تو آپکی آنکھ سے آنسو نکلے تھے۔ اور آپ نے فرمایا۔ انا بِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ۔ اسی طرح میں نے کبھی کہتا ہوں ہمارے ایک مرتبہ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن میں حضرت کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ آسمان سے تقاطر ہو رہا تھا۔ اس وقت حضرت کی آنکھ سے آنسو نکلے اور فرمایا کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ آسمان ان کے لئے نہیں روتا۔ مگر عبدالکریم کے لئے آسمان بھی روتا ہے۔ ان الفاظ کے بیان کرنے میں آپ کے لہجہ میں خاص درد اور رقت تھی۔ اس کے سوا میں نے حضرت کو کبھی روتے نہیں دیکھا۔ اس بیماری میں دو مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ رو پڑے۔ اور جب ناظرین کو ان واقعات کا علم ہوگا جو آپ کے رونے کا موجب ہوئے۔ تو آپ کی بعض غیر معمولی صفات کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک روز حافظ روشن علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشہور و معروف عربی نعتیہ قصیدہ کا نمونہ آپ کو سنایا تھے۔ حضرت کی محبت اور عشق نے آپ پر کچھ ایسا غلبہ کیا کہ بے اختیار آپ رو پڑے اور بہت رونے کے قریب تھا کہ اسی جوش محبت میں آپ جان دیدیں۔ آپ نے سب کو اٹھا دیا۔ اور تنہائی حاصل کر لی۔ ایسا ہی ایک دن آپ رو پڑے اور فرمایا کہ کیا قادیان میں کوئی حافظ نہیں ہے۔ کوئی مجھے قرآن نہیں سنتا اور سناتا ہے یہ دونوں واقعات کیا ظاہر کرتے ہیں۔ کہ آپ کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے کسقدر محبت ہے۔ اور پھر قرآن کریم کی اشاعت اور خدمت کا کسقدر جوش ہے۔ کہ اسے ضبط نہیں کر سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی کا زریں ورق قرآن کریم کی خدمت ہے۔ اس شخص نے جب کہ ہوش سنبھالا ہے اور دنیا کو قرآن سنایا ہے۔ اور پڑھایا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ اس کے نامہ اعمال میں قرآن مجید اور حدیث کی خدمت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ ہمیشہ ہی وہ اس کے درس تدریس میں معروف ہیں۔ اور اسی کو اپنی غذا اور جان سمجھتے ہیں اسکے

آخر میں واقعہ کو میرے مکرم دوست ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیّر نے نظم کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے یہاں درج کر دوں:۔

کل جو میں بیمار بہت ہی ہو گیا — جا کے دیکھا وانپہ طرفہ ماجرا
اوسکے بولے آپ یہ نور الدیں — قادیاں میں کیا کوئی حافظ نہیں
نہ کوئی جیسے ہی سنتا ہے قرآن — نہ سنانے آتا ہے کوئی جہاں
الحمد الحمد یہ محبت آپ کی — دھن لگی قرآن کی ہے ہر گھڑی
تندرستی میں ہمیشہ ذکر تھا قرآن کا — اب مرض میں بھی رہا ہے تذکرہ فرقان کا
جان جاناں پر ہیں دیتے عاشقانہ جانفشاں — غم ہو راحت یکساں رہتا ہے یہی شرط وفا
ظاہری عاشق کو آتا یار ہے سر دھنی — عاشق قرآن کو قرآن کی ہے لو لگی
ملے میرا انکو فیض ہاتھ پر جبیرہ مرا — عاشق ظاہر کی فرقت میں سیاہ ہو یہ جہاں
تجکو قرآن سے کہ ہے آپکو ہر دم پیار — ناز ہیں یہ ہے یہ جبیرہ ہی ہے یار غار
لیکن ان زمانے میں تو حضرت کمال شوق کی — عاشقانہ طرز سے الفت ہے سدا ذوق کر
زلف جاناں ہیں الگ ہے عاشق ظاہر کا — تجکو زلف و خال کا قرآن میں آتا ہے مزا
سیاہ جیار جی بطور نسل اک نقطہ قرآن ہو — دُور غم شاداں و فرحاں ہیں ہر کجا
بعد میرے پھر تو رہنا ہے قرآن کو سدا — اسکو پڑھے گے پڑھا دیا چھوڑ دو گے ہو گا برا
عاشق قرآن کی لوگوں پر یہ آخر صدا — دشمنی صلاح کی ہے قرآن خدا کا پاک کا
اسکی عزت کرتے رہنا اگر چاہو بھلا — ورنہ پھر پچھتانا ہو گا اب کر دو خوف خدا
تجھے ہو آخر میں اے مولا مری آخر دعا — نور فرقاں کر عطا تیرہ کو ظلمت سے بچا
جب ہو آخر دم سن اے مولا مرا — لب پہ کلمہ ہو تیرا قرآن ہو یلین دہرا
دم میں جینگے دم ہے اے رب الورا — ہم پڑھیں قرآن مجھ کو توفیق ہو کر عطا
میری قسمت میں بدی ہے گر لکھی مولا کریم — تو ہر قادر دے سہارا اے غافر الذنب رحیم
ابن آدم کو بنایا تو نے اکرام میں حنیف — مجکو بھی لطف و کرم سے کرے تو جبکہ لطیف
ایکر نور الدین ہو پھر ہی ہیں قرآن سنا — انکو دے آرام صحت دور کر یہ ابتلا۔

الغرض حضرت کو قرآن کریم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے غایت درجہ کی محبت اور عشق ہے اور اسی میں آپ زندہ ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے۔ صدقات کیطرف خصوصیت سے آپ متوجہ رہتے ہیں۔ اور عملی نمونہ سے آپ نے دکھایا ہے کہ صدقات کیطرف انسان کو کسقدر توجہ کرنی چاہئے دنیا میں ایسا کوئی انسان نہیں۔ جو کسی ایک یا دوسرے ابتلا میں ہو پس ابتلاؤں سے بچنے کیلئے صدقہ بڑی ضروری شے ہے اسی ضمن میں مجھے یہ بھی بتا دینا چاہئے کہ صدقات کا بہترین مصرف یہاں موجود ہے بہت سے مساکین۔ یتامیٰ۔ مہاجر اور مولفۃ القلوب لوگ یہاں آئے ہیں۔ اور ان کی ضروریات پر ایسی رقوم خرچ ہو سکتی ہیں"۔

حضرت مسیح موعود پر کامل ایمان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپ کو جو ایمان ہے وہ تو ظاہر ہے اور وہ ایمان ایسا کامل تھا اور ہے کہ بڑھ کر تھا کیونکہ آپ کی وفات کے بعد آپ ہی کو اللہ تعالیٰ نے اس کام کا اہل پایا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد اصلی تھا۔ اور خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے — ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

لیکن اس بیماری میں بعض موقعوں پر خصوصیت سے اس کا اظہار ہوا۔ مزید برآں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے نام ایک خط لکھا جو آپ کے اخبار میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ اس خط کو سنتے ہی آپ نے فرمایا۔ فی الواقعہ سچا تھا۔ یہ معمولی جملہ نہیں۔ منادی عبد الحکیم کہتا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود کی دہمکیوں کا رعب

خلیفۃ المسیح کے دل پر ہے۔ اسکے جو حضرت نے یہ جملہ فرمایا تو اسکی حقیقت عجب لذیذ مضمون ہے۔ میں اسکی پوری تفصیل اس وقت نہیں کر سکتا۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا رعب اس قدر قوی ہے کہ اس کے وصال کے بعد بھی ایسے شخص کے قلب پر موجود ہے جو دشمن کے الفاظ میں زہد و تقویٰ کا نمونہ ہے۔ پھر وہ اگر خدا کیطرف سے نہیں تو کیا ہے؟ کیا کسی ایسے شخص کا نشان کوئی دے سکتا ہے جو صادق اور منجانب اللہ بھی ہو اور پھر اس طرح پر ایسے شخص کے دل پر حکومت کر سکے۔ جو بلا طمع اور بلا اجرت خدمت دین کرتا ہو۔ بلا طمع اور بلا اجرت خدمت دین کرنیوالا تو اپنے اندر انبیاء کا رنگ رکھتا ہے۔ اس کا ایک شخص کو صادق یقین کرنا اس کے صدق کی زبردست دلیل ہے اور پھر دوسری بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی ایسی متضاد اور بے محل باتیں نہیں کی ہیں۔ جو مرتد ڈاکٹر باوجود ادعائے الہام کرتا ہے۔ غرض یہ خط سنکر آپکا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے اختیار تصدیق کرنا قابل قدر امر ہے"۔

معذرت

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جو تازہ ترین حالات ایوان خلافت کے ضمن میں لکھا گیا تھا۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب کسی مضمون کے خلاف حضرت کچھ فرمانے کا ارادہ رکھتے ہیں ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء کو جناب خواجہ صاحب شام کیوقت حضرت کیخدمت میں حاضر آئے۔ مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ میرے اس بیان کو نہایت ہی برے معنوں میں لیا گیا ہے اور اس سے یہ مراد لی گئی۔ کہ میں گویا خواجہ صاحب کی عزت پر نعوذ باللہ حملہ کرتا ہوں اور دوستوں دشمنوں میں انکی مخالفت پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میری نیت پر کسی شخص کو حملہ کرنیکا کیا حق حاصل ہے۔ اور ہر شخص خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے سوا کیوں اپنے لئے جائز سمجھتا ہے کہ میں اسکا ذرہ بے مقدار غلام ہوں۔ میں اخوت کے اصولوں پر ہر احمدی کا اپنے آپ کو خادم یقین کرتا ہوں۔ مگر جہاں حق گوئی کا سوال ہو وہاں کوئی چیز مجھے اس سے روک نہیں سکتی۔ اس کے متعلق ایک مختصر سا مضمون میں نے دوسری جگہ نہایت نرم الفاظ میں لکھنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ خواجہ صاحب کو بلا وجہ اس پر رنج کرنیکا موقعہ ملا۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ملفوظات کے ضمن میں اُسے لکھدیا تھا۔ واللہ مجھے معلوم بھی نہیں کہ وہ کیا مضمون، جب تک حضرت اس کا ذکر نہ کرتے"۔

میرے دوستو! حضرت خلیفۃ المسیح کوئی بات پردہ میں کرنیکے عادی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حقگوئی کا اعلیٰ وصف عطا فرمایا ہے۔ اور وہ ہمیں اگر کچھ سمجھاتے ہیں تو اپنا فرض ادا کرتے اور ہماری بھلائی کو مقصود رکھتے ہیں۔ یہ قصہ محض مجھے اسلئے لکھنا پڑا کہ خواجہ صاحب قبلہ کو اس بات نے سخت رنج دلایا۔ اور انہیں اپنے احباب کو خطوط لکھنے پڑے کہ وہ الحکم کے متعلق خاص توجہ فرمائیں۔ میں ان خطوط کے مضمون کے متعلق کوئی بحث نہیں کرتا۔ البتہ ان دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ ان خطوط کی ضرور تکریم کریں۔ کیونکہ میں خواجہ صاحب کو اپنا واجب الاحترام دوست نہیں بھائی یقین کرتا ہوں۔ ہاں یہ ضرور عرض کرونگا کہ الحکم کا اجرا۔ بقا۔ کسی شخص کی زندگی اور موت سے وابستہ نہیں۔ اور نہ کسی خاص شخص پر اسکا انحصار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کا مربی اور محسن ہے۔ ہاں خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح کے دل میں یہ تڑپ ڈالی ہوئی ہے کہ وہ کام جو حضرت کی زندگی میں شروع ہوا کسی صورت میں بند نہ ہو۔

میں نفس مضمون سے دور چلا گیا۔ حضرت نے خواجہ صاحب کے اس مضمون کے متعلق کچھ سنانے کا وعدہ فرمایا۔ اور وہ مضمون گناہ ہے۔ چنانچہ دوسرے دن آپ نے اپنی بیاض سنگوا کر متفرق نوٹ پر ایک تقریر فرمائی۔ جو الحکم کی دوسری اشاعت میں انشاء اللہ درج کرونگا۔ اور اس کے ساتھ ہی ملفوظات ہیں جو ۲۸ و ۲۹ جنوری کو آپ نے فرمائے۔ اور وہ مضمون لذیذ ہوگا۔ میرے دوست اگر میری تحریروں سے جو میں نے محض حضرت کے کلمات کو محفوظ کرنے کی نیت سے لکھی ناراض ہوتے ہیں۔ تو ہوں۔ میں نے ان کو ناراض کرنا نہیں چاہا۔ اللہ تعالیٰ میرے دل کو جانتا ہے۔ اور میں کب تک انہیں خوشامد سے خوش کرونگا۔

اللہ کی رضا مقصود ہونی چاہیئے

اور وہ مجھے حاصل ہو جائے تو خواہ ساری دنیا بھی ناراض ہو۔ تو میں اپنے مقصد کو پالونگا۔ خدا مجھے توفیق دے (آمین)

میرے لئے اللہ ہی بس ہے

صاف گوئی اعلیٰ درجہ کی خوبی تو ہے۔ مگر اس کے حاصل کرنیکے لئے بعض اوقات انسان کو بڑی مشکلات میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ مشکلات اس دل و دماغ کو پریشان کر سکتی ہیں۔ جسکو خدا کے فضل نے ان کے برداشت کرنیکا عادی نہیں بنایا۔ اخبار نویس کی زندگی ہی مشکلات کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور ایک شخص کا میدان میں آنا اس امر کی گارنٹی ہے کہ وہ مخالفانہ رائوں اور نکتہ چینیوں کے سننے کیلئے تیار رہے۔ اسے پہلا سبق جو دیا جاتا ہے وہ یہی ہوتا ہے!

ڈرنا ہے تو مت لکھ۔ لکھنا ہے تو مت ڈر

پس جو آدمی اس منزل سے گذر جائے وہ کسی تعریف اور مذمت کی جو واقعات کی بنا پر نہ ہو۔ پرواہ نہیں کرتا اور اسے نہیں کرنی چاہیئے۔ الحکم کا ایڈیٹر اس سے مستثنیٰ نہیں۔ وہ سب سے صلح کا عہد تو باندھنا چاہتا ہے۔ اسلئے کہ اسلام آشتی کا مظہر ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ جمالی صفات کا آئینہ۔ مگر اس عہد صلح میں وہ حقگوئی کو سوختنی قربانی بنانے کو تیار نہیں۔ آریہ اسکے دشمن۔ عیسائی اسکے دشمن۔ مخالف الرائے مسلمان اسکے برخواہ وہ کس کس سے مداہنت کے رنگ میں اپنے مرکز سے ہٹ کر صلح کریگا۔ جن دوستوں کو اسکی کسی رائے سے اختلاف ہوگا۔ وہ اس سے کیونکر خوش ہونگے۔ اسلئے قدرت نے اسکو ایسے مقام پر کھڑا کیا ہے۔ جہاں اسے جبتک بھی مشیت ایزدی کے ماتحت کھڑا ہونا پڑیگا۔ کچھ نہ کچھ لگانوں بجھانوں سے سننا پڑیگا۔ وہ پہلے ہی بعض ابتلاؤں میں ہے۔ قدرت اگر اس پر اضافہ کرے تو اسے بھی اللہ تعالیٰ کے کسی فضل کا پیش خیمہ سمجھکر لبیک کہیگا۔ اور اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے؟ الحکم کی زندگی اور موت کے متعلق میرے بعض دوستوں کو کشمکش ہے۔ بعض اس کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ اگر اسے زندہ رہنا ہے تو وہ ضمیر فروش ہوکر اور انکی رائے اور خیال کو بیچ دے۔ مگر وہ ضمیر فروش کہلانیکی بجائے ایسے

دوستوں کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کو لپسند کرتا ہے۔ وہ اپنے گلے میں امام کی غلامی کے رسن کو اپنے لئے کافی سمجھتا ہے۔ یعنے الحکم کو کسی شخص کی امداد کے بھروسہ پر جاری نہیں کیا تہا۔ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر بھروسہ کرکے جاری کیا تہا۔ اور اسی کے فضل سے وہ اب تک جاری ہے اور جاری رہے گا۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہیگا۔ یہ امر میرے اختیار سے باہر ہے۔ کہ میں کسی شخص کو خواہ میرا دوست ہو یا دشمن بھائی ہو یا پرایا کسی مضمون کا وہ مفہوم لینے سے روک سکوں۔ جو میرے وہم وگمان میں بھی نہیں۔ اس امر کو تو بہ تفصیل سے لکھنا پڑے۔ اسلئے میں سردست صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ الحکم کی موت کے وارنٹ پر دستخط کرنے کی دوستوں کو تحریک کرتے ہیں۔ وہ بیشک کھلے دل سے یہ کام کریں اللہ تعالیٰ نہیں اور ہمت نہ ہاریں اور میں اُن سرپرستان الحکم کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ جنکی خدمت میں بذریعہ خطوط انہوں نے التماس کی ہے وہ اُنکی پاس خاطر کریں اور ان کی درخواست کو رد نہ کریں۔ کیونکہ میں ایسے دوستوں کو مایوس نہیں کرنا چاہتا۔ اور نہیں تو اس رنگ میں ہی خوش ہوں۔ بلا سے اگر وہ الحکم کی موت سے خوش ہو سکتے ہیں۔ تو اس سے ہوں۔

این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

میں ان کی خوشی کے لئے ایسی بلاؤں کو اپنے سر پر لینے کو طیار ہوں بقول حضرت امام علیہ السلام

اےدل تو نیز خاطر اینان نگاہدار
کافر کنند دعوے حب پیمبرم

کیونکہ غداری اور ضمیر فروشی کے مقابلہ میں مردانہ موت شہادت کا رنگ رکھتی ہے۔ الحکم ضمیر فروش کہلا کر مرنا نہیں چاہتا۔ اُسے یہ تو فخر ہوگا۔ کہ دشمنوں نے نہیں بلکہ

دوستوں نے اپنے لئے شہید کیا ہے

الحکم کا جرم کیا ہے؟ یہ فرد جرم مجھے آپ ہی بتانا پڑے گا۔ الحکم کے دلی خیرخواہوں کے لئے یہ سطور شاید دلشکن ہوں۔ مگر نہیں وہ ہراساں نہ ہوں اور غمگین مت بنیں۔ بلکہ دعا کریں۔ اور اس غمگینی اور اضطراب کو دعا کا ذریعہ قرار دیں۔ وہ میرے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ میرے بعض دوست مجھے امتحان میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور امتحان سخت مشکل ہے۔ اگر حضرت خلافت پناہ ایدہ اللہ بنصرہ کی تسلی اور اطمینان میرے لئے لوزہر آیت نہ ہو۔ تو میں گھبرا جاؤں۔ مگر خدا نے اپنے فضل سے مجھے اسکی غلامی میں ڈالا ہے

جسکی غلامی پر لاکھوں آزادیاں قربان ہیں

وہ الحکم کے بقا اور استحکام کو دل سے چاہتا ہے۔ اس نے مجھے الحکم کے اجرا کا عہد لیا ہے اسلئے میں اس عہد کو نبھانے کیلئے خدا سے توفیق چاہتا ہوں۔ اور اسکا عہد لینا ہی میرے لئے تسلی کا موجب ہے۔ کہ اس میں الحکم کے احیا اور بقا کی روشنی مجھے نظر آتی ہے مجھے اپنے مولا پر بھروسہ ہے جسکے فضل کو اس کے ہمدرد کی دعائیں میرے لئے جذب کریں گی۔ میں آخر میں اپنے دلی دوستوں اور ہمدردوں سے التماس کرتا ہوں کہ میں نے چودہ سال تک اپنی لیاقت کے موافق ایک خدمت کی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی۔ اور میرے جیسے بیکس اور حقیر انسان کو یہ سعادت عطا کی ان خیرسینہ تعلقات کی بنا پر میں ان دوستوں سے دعا چاہتا ہوں کہ

وہ میرے اس ابتلا میں میرے لئے دعا کریں

ہاں درد دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس امتحان میں مجھے کامیاب کرے (آمین)

میری پیاری اماں میری جان اماں

۲۹ اور ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء کی درمیانی شب کو ۲ بجے کے قریب لاہور سے مجھے ہوش رُبا خبر پہونچی۔ کہ میری چچی صاحبہ نے ۲۹ جنوری کو ۱۱ بجے دن کے قریب وفات پائی۔ مرحومہ میرے لئے شفیق والدہ کیطرح مہربان تہی۔ میں بچپن ہی میں آغوش مادر سے الگ ہو چکا تہا۔ لیکن قریباً گذشتہ بائیس سال سے میں سمجھتا تہا۔ کہ میری ماں زندہ ہے۔ پہلی ماں کی وفات تب مجھے خواب کیطرح یاد ہے۔ مگر اب اس واقعہ نے اُسے پھر یاد دلا دیا۔

ہم اللہ کی رضا پر الحمد للہ راضی ہیں اور شرح صدر سے قضا کے اس سانحہ کو برداشت کرتے ہیں۔ مرحومہ نے خدا کے فضل سے ۸ بچے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ جن میں سے تین لڑکے ہیں سب سے بڑا لڑکا محمد مبارک اسمٰعیل اسلامیہ کالج میں اور دو مڈل کلاسوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ باقی بچے بہت چھوٹے چھوٹے ہیں میرے چچا مولوی مولا بخش صاحب ایک صوفی مزاج رقیق القلب بزرگ ہیں (جو لاہور کے اکزامینر آفس میں ملازم ہیں) مجھے اس کی وفات کا دلی صدمہ ہے۔ لیکن میرے لئے یہ امر تسلی کا موجب ہے کہ میں بھی اس کی تربیت سے روحانی فائدہ اُٹھایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے لے سعادتمند اولاد دیدی ہے۔ جو اس کے لئے نیک دعائیں کرنے کی عادی ہے۔

مرحومہ ایک نفس کش غریب مزاج اور نہایت سادہ زندگی بسر کرنے والی تہی۔ باوجود کثرت اولاد کے پڑھنے پڑھانے کا شوق تہا۔ اس کی زندگی پر میں مختصراً پھر لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں اس وقت احباب سے درخواست ہے کہ وہ

مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھ دیں

اللہ تعالیٰ اس پر اپنے فضل و رحمت کے دروازے کہولدے۔ اور اپنے دامن کرم میں جگہ دے (آمین)

---

۳۱ جنوری کو مرحومہ نے مقبرہ بہشتی میں خدا کے فضل سے جگہ پائی اور جگہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں۔ و للہ الحمد

مُرتد ڈاکٹر عبد الحکیم کا نادجال کی ژاژخائی

یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اک روز اے گستاخ شامت آنیوالی ہے

عربی زبان میں ایک ضرب المثل ہے اذا لم تستحی فاصنع ما شئت جس کا ترجمہ یہ ہے۔ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔ مرتد ڈاکٹر نے حیا کی چادر اوتار کر رکھدی ہے۔ اور اب وہ احمدی جماعت کو گالیاں دینے پر اتر آیا ہے۔ میں تسلیم کر لیتا ہوں کہ وہ گالیاں دینے میں بڑا استاد ہے۔ اور اس فن میں کوئی شخص اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہم تو اس ہمدرد رحم کے متبع ہیں۔ جو کہتا ہے۔

گالیاں سُن کے دعا دیتا ہوں اُن لوگوں کو۔
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اور قدرت ثانیہ کا مظہر اول خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اپنی جماعت کو ہدایت کرتا ہے۔

اپنے دشمنوں کیلئے دعا کرو

یہ تعلیم ایسی کامل ہے کہ میں بلا خوف لومۃ لائم یہ کہنے کو طیار ہوں کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی اس تعلیم "اپنے دشمنوں کو پیار کرو" کے مقابلہ میں نہایت اعلیٰ اور جامع ہے۔ نادان حقائق سے ناواقف اس پر بھی اعتراض کریگا۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ہتک کیگئی ہو مگر میں ایسے ظالم کو یہی کہونگا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ہتک کرنیوالوں کے ہم دشمن ہیں۔ پیار کے مقابلہ میں دعا کا مقام اعلیٰ ہے سا... اُسے ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ غرض ہمیں تو ترقی۔ اور دعا کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس لئے مرتد کی گالیاں سن کر ہمیں جوش میں آنیکی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کتا کسی کو کاٹے۔ تو کوئی عقلمند کتے کو دانت نہیں مارتا۔ پھر بس ڈاکٹر کا جو جی چاہے ہمیں کہے اور اس وقت جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو اپنے مقصد میں نامراد اور خائب و خاسر رکہا۔ اور اپنے فضل سے اس کے فتنہ کو پاش پاش کر دیا۔ اس صدمہ اور مصیبت میں جو جھوٹا ہونیکی حیثیت سے اس کے دل و دماغ پر پڑی ہے وہ قابل رحم ہے۔ اور سراز پا نشناختہ اگر گالیاں نہ دے تو کیا کرے پنجابی میں ایک مثل مشہور ہے۔ جھوٹے کی دارو غوں غوں۔

اس حیائی کی بھی کوئی حد ہے۔ کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کو ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء کا لکھا ہوا ایک خط بھیجتا ہے۔ جس کو محض اسلئے درج کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ پبلک پر اس کی بیکسی اور بیہودگی عیاں ہو جاوے۔

مرتد کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کے نام

مولوی نور الدین صاحب اسلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

رات پھر میں نے ایک خواب دیکھا۔ کہ میں قادیان پہونچا ہوں اور آپ سے ملا ہوں۔ آپ کے بدن پر کہیں کہیں زخم ہیں۔ اور تکلیف ہے۔ آپ کی حالت زار دیکھکر میں نے دعائیں کیں۔ اے خداوند اس مسکین پر رحم کر۔ اے خداوند اس عاجز پر رحم کر۔ آپ نے عجز اور خلوص سے میرے آگے سر جھکایا۔ تاکہ میں وہ دعائیں آپ پر دم کر دوں۔ میں نے وہی دعائیں آپ پر دم کیں۔ پھر میں نے کہا مولوی صاحب۔ میری پیشگوئی آپ کی نسبت **کیسی عمدگی کے ساتھ پوری ہوئی**۔ ایک ...

تھے۔ ایک تو موت۔ ۱۱۔ جنوری ۱۹۱۱ء تک۔ دوم دعائے رحمت۔ سو ۱۱ جنوری کو تو ایک سخت حالت ہوئی۔ گویا کہ وہ موت ہی تھی۔ پھر رحمت کی دعاؤں نے آپ کو بچا بھی لیا۔ مگر یہ شُہدے کیسا بیہودہ شور مچا رہے ہیں۔ آپ کچھ جواب نہیں دے سکتے"

داقعی یہ شُہدے ہیں۔ اور اپنی تحریروں سے آپ جھوٹے ثابت ہو چکے ہیں۔ جب یہ ہمیشہ مرزا کی جھوٹی پیشگوئیوں میں تاویلات سننے اور کرنیکے عادی تھے۔ خود مرزا نے مبارک احمدؐ والی پیشگوئی کے جھوٹا ہونے پر یہانتک لکھدیا تھا۔ کہ ایک وقت میں چار سو نبیوں نے متفق ہو کر پیشگوئی کی تھی اور وہ جھوٹی نکل گئی تھی۔ اگر میری ایک پیشگوئی جھوٹی نکل گئی تو کیا مضایقہ ہُوا۔ پھر ایک عام اصول بیان کیا تھا۔ کہ خدا جس پیشگوئی کو چاہے سچا کر دے۔ اور جسکو چاہے جھوٹا کر دے۔ پھر مرزا کی موت کے بعد غلط رفتہ پیشگوئیوں کی نسبت کیسی کیسی تاویلات کیں تھیں۔ مگر اب اصل الفاظ پر بھی غور نہیں کرتے۔ بار بار یہی لکھ رہے ہیں کہ

ایک پیش گوئی کے غلط جانے سے عبد الحکیم

شیطان اور جھوٹا ثابت ہو گیا۔ وہ مر گیا۔ وہ ذلیل ہو گیا۔ پھر مرزا کی جو صدہا پیش گوئیاں لفظ بلفظ غلط گئیں۔ اس کا کیا حال؟

میں خواہ جھوٹا ہی ثابت ہو گیا سہی!

مگر میرا مشن پورا ہو چکا۔ میرا مشن مرزا پرستی کا بُت توڑنا تھا سو الحمد للہ کہ آپ کی جماعت کے مُنہ سے کہلا دیا اور شایع کر دیا۔ کہ جسکی ایک پیشگوئی بھی جھوٹی ثابت ہو جاوے۔ اس سے اسکی ساری پیشگوئیاں خاک میں ملجاتی ہیں۔ وہ شیطان اور کذاب ہے۔ خبیث روح کا اس سے تعلق ہے۔ وہ مردود اور ہلاک شدہ ہے۔ اسکے مخالف جسکے خلاف اس کی پیشگوئیاں غلط جایئں سچے اور مظفر و منصور اور مقبول و برگزیدہ ہیں۔ فھو المراد۔

اے نور الدین آپ کی جماعت خواہ کتنا ہی شہد اپن میرے خلاف کرے مجھے انکی بد ذاتیوں سے کبھی آپ پر غصہ نہیں آتا۔ لا تزر وازرۃ وزر اخری۔ **میں آپکی زندگی غنیمت سمجھتا ہوں کیونکہ آپ ان کو توحید اور اخلاق کی تعلیم دیتے رہتے ہیں اور قرآن سکھاتے ہیں اور زہد و تقوی کا عملی نمونہ ہیں اور بلا اجرت اور بلا طمع خدمت دین کر رہے ہیں۔ ہاں مرزا کی نسبت آپ بیشک سخت غلطی پر ہیں اور آپ پر اس کی دھمکیوں کا رعب بیٹھا ہوا ہے۔ پس آپ معذور اور قابل معافی ہیں۔** والسلام

آپکا خیر خواہ صادق عبد الحکیم خان پٹیالہ ۲۰ جنوری ۱۹۱۱ء

اس خط میں جن الفاظ کو میں نے موٹا (جلی) کر دیا ہے۔ وہ ناظرین کی توجہ کرنے کے محتاج ہیں۔ اب میں اس خط پر مختصر سا تنقیدی ریمارک کرتا ہوں۔ اول تو یہی دعویٰ بھی مرتد کی غلطی ہے تاوقتیکہ وہ قادیان میں نہ آئے اور اسے پورا نہ کرے۔ مرتد کا یہ کہنا۔ کہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق عمدگی سے پوری ہوئی۔ اس کی کم عقلی یا بے حیائی کی دلیل ہے اور اسکے قرآن کریم سے ناواقف ہونے کا نشان۔ قرآن مجید میں تو صاف لکھا ہے اذا جاء اجلہم لا یستقدمون ساعۃ ولا یستاخرون۔ مگر یہ نادان سمجھ جاتا ہے کہ ۱۱۔ جنوری کو موت یقینی تھی۔ اور باوجود حضرت خلیفۃ المسیح کے زندہ ہونے کے پوری ہو گئی۔ اب

مسلمانو! ذرا انصاف سے کہو۔ خدا لگتی

کہو یہ ڈاکٹر کی دانشمندی اور قرآن دانی اور تعلق باللہ کا ثبوت ہے۔ یا سفاہت عقل کا نشان؟ پھر ایک طرف تو یہ عجیب میں یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ پیشگوئی عمدگی سے پوری ہوئی ساتھ ہی دوسری طرف یہ بھی کہتا کہ "میں خواہ جھوٹا ہی ثابت ہو گیا سہی مگر میرا مشن پورا ہو گیا" اسی پیشگوئی کی بنا پر اپنے آپکو جھوٹا بھی تسلیم کرتا ہے اور صراحتہً بلا تاویل اپنی پیشگوئی کا غلط جانا مانتا ہے اس پر بھی اگر کوئی دوسرا اُسے جھوٹا کہتا ہے۔ تو اُسے شہدا قرار دیتا ہے۔ اگر عبد الحکیم کو جھوٹا کہنا شہدہ پن ہے تو وہ اپنے مُنہ سے آپ شہدہ بن جاتا ہے۔ جبکہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ جھوٹا ثابت ہو گیا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ کانے دجال نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بے حد گالیاں دیں تو معلوم نہیں اسکی نجابت اور شرافت کہاں چلی گئی تھی۔ سب سے آخر عبد الحکیم کی وہ رائے بھی قابل غور ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق اپنے خط کے آخر میں ظاہر کی ہے ہم کو اس منافقانہ چال کی کچھ بھی خوشی نہیں۔ البتہ یہ رائے

اس پر اتمام حجت ہے

جس باوجود کو تم تقویٰ اور زہد کا عملی نمونہ مانتے ہو پھر اسکی صحبت میں آ کر فائدہ نہ اُٹھانا یہ کیسی محرومی اور بد نصیبی کی بات ہے۔ اور پھر جو شخص تقویٰ کا عملی نمونہ ہو۔ کیا وہ کبھی جھوٹ بھی بول سکتا ہے اور مخلوق سے ڈر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کسی کی دھمکی میں آنا ایسے لوگوں کا کام نہیں ہوا کرتا۔ جو زہد و تقویٰ کا عملی نمونہ ہوں وہ خدا ہی سے ڈرتے ہیں اور خدا ہی سے پیار کرتے ہیں۔ دنیا میں کوئی چیز ان کی محبوب نہیں ہو سکتی۔ مگر ہاں جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرنیکا حکم دے۔ پس اگر تم تقوے کی حقیقت سے واقف ہو تو یہ کہنا سراسر فضول ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے قلب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دھمکیوں کا رعب بیٹھا ہوا ہے۔ او! نادان! کیا تجھے معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو حضرت خلافت مآب کو اپنے اخص اصحاب میں سے سب کا سرتاج مانتے تھے۔ اور آپ کے خلاف تو کبھی کوئی پیشگوئی بھی نہیں ہوئی۔ جو اس کا رعب ہوتا۔ فاروق کا بیٹا اگر اس طرح رعب میں آ سکتا تو چاہیئے تھا کہ وہ

تیرا مرید ہو جاتا

جسنے دھمکی دی۔ مگر تو جانتا ہے۔ کہ تیری اس دھمکی کی ذرا بھی پرواہ نہیں وہ شخص جو اپنی زندگی اور موت پر اللہ تعالیٰ ہی کے تصرف کو محسوس کرتا ہے۔ اسے کسی اور کا رعب ہی کیا ہو سکتا ہے؟ اور پھر تیرا یہ خیال نہایت ہی بیہودہ اور باطل ہے کہ وہ رعب ایسا غالب ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی غالب ہے! مرتد!

کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں؟

سُن! اس رعب کی میں تجھے حقیقت بتاتا ہوں۔ یہ وہی رعب ہے جسنے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے جری اور شجاع انسان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سر جھکانے پر مجبور کیا تھا۔ اور یہ رعب حق کا رعب تھا۔ نہ کچھ اور۔ اور آج بھی فاروق اعظم کا بیٹا

محض حق کے سامنے سر جھکاتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس حق تھا اور وہ خدا سے تھا اس لئے زہد و تقوے کے عملی نمونے نور الدین (ایدہ اللہ بنصرہ) نے اپنا سر جھکا دیا اور اسلمت لرب العلمین کہہ کر مسیح موعود کے ساتھ ہو لیا۔ جس شخص کو تم مانتے ہو کہ وہ بلا اجرت و بلا طمع خدمت دین کرتا ہے۔ پھر کونسی بات ہو سکتی ہے جو اس کو حق کے قبول کرنے سے روکے۔ مرتد! سن! اور غور سے سُن! تو اپنی ان باتوں پر مکرر غور کر اور میرے بیان سے ناراض مت ہو۔ میں تو تیرا بھی خیر خواہ ہوں۔ تو نور الدین کی زندگی کو عملی رنگ میں غنیمت سمجھ اور اس کے حضور آ کر توبہ کر۔ تا کریم و رحیم رب تیری غلطیوں پر تجھے معاف کرے۔ میں اس سے زیادہ اور کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ کہ خدا تجھ پر ہدایت کے دروازوں کو کھولدے۔ اور یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ تو توبہ کرے اور اپنے نفس کی چادر سے نکل آ۔ تکبر اور رعونت کو چھوڑدے مسکینی اور غربت کو اختیار کر کیونکہ مسکینوں پر رحم کیا جاتا ہے اور متکبروں کو اس کی درگاہ سے رد کر دیا جاتا ہے۔ تو ابلیس سے زیادہ متکبر نہیں ہو سکتا۔ اور علم سے زیادہ خدا شناسی کا مدعی نہیں بن سکتا سو دیکھ انکا انجام کیا ہوا۔ خدا کے ماموروں کی مخالفت اور تکبر اہل عبادت کو بھی شیطان کر دیتی ہے۔

خدا خود قصہ شیطاں بیاں کرد است تا دانند
کہ این نخوت کند ابلیس اہل عبادت را

پس تو بے علم بن تا تجھ پر علم کے دروازے کھولے جاویں فروتنی اختیار کر تا تو خاک مذلت سے اٹھایا جاوے۔ وہ مکاشفات جو تو خدا کے برگزیدہ بندے مسیح موعود کے لئے دیکھتا رہا وہ تیری ہی حالت کا نقشہ ہیں۔ تو خود شناسی کے مراحل سے بیخبر ہے اس معرفت کو نور الدین کے قدموں میں آ کر حاصل کر اگر سعادت کا کوئی ذرہ تیرے دل میں ہے۔ ورنہ تیری مخالفت کیا۔ اس سلسلہ حقہ سے بڑے بڑے سرکشوں۔ اور متکبروں نے مقابلہ کیا اور آخر ذلت کی موت مر گئے۔ چاہیئے کہ تو ان کے حال سے عبرت حاصل کرے۔

یاد رکھ یہ دن پھر نہ ملیں گے!

دریاب گر عاقلی بشتاب گر صاحبدلی
شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

سرپرستان الحکم چندہ بھیجکر الحکم کی اعانت کریں۔

(ایڈیٹر)

دین کو دنیا پر مقدم کرو

اِن دنوں بدیوں کا جس قدر زور ہے اور مخالفین اسلام جو جو کاروائیاں اسلام کے نابود کر دینے کیلئے کر رہے ہیں۔ وہ ظاہر ہی ہیں۔ کوئی وقت خالی نہیں جاتا۔ کہ جس میں دشمنانِ اسلام اسلام پر حملہ کر رہے ہوں۔ ایک تو مسیحیت کا غلبہ دوسرے آریہ مذہب کا جوش۔ تیسرے فلسفہ اور سائنس کا چرچا۔ اور چوتھے مسلمانوں کی اپنے مذہب سے ناعلمی۔ یہ ایسے روگ ہیں۔ کہ جن کا علاج سوائے رحمت الٰہی کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر مسلمان مذہب سے واقف ہوتے۔ تو یہ بیرونی حملہ چند دنوں میں ہی رائی کائی ہو جاتے۔ لیکن سب سے زیادہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ مسلمان خود اپنے مذہب سے واقف نہیں کیونکہ جب اسلام جیسا کہ ہم یقین رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے تو پھر اس میں کسی قسم کا نقص کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس اگر کہیں بھی دشمنان دین سے ہم کو شرمندگی اٹھانی پڑے (خدانخواستہ) تو یہ ہماری ہی سمجھ کا قصور ہے۔ نہ کہ اسلام کا۔ اور دشمن بھی تبھی جوش سے حملہ کر رہا ہے۔ جب اُسے ہماری کمزوری کا یقین ہو گیا ہے۔ پس سب سے بڑا نقص جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے کلام اللہ اور کلام رسول کو چھوڑ دیا ہے۔ اور دیگر لغویات میں پڑ گئے۔ جس کی وجہ سے ان کے اعتقاد بگڑ گئے۔ اور اعمال و اقوال خراب ہو گئے!۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس نقص کو دور کیا اور لاکھوں کی ایک جماعت قائم کر دی جو خدا کے فضل سے قرآن شریف سے سچا اخلاص رکھتے ہیں۔ اور رسول اللہؐ کی بات بات پر قربان ہونے کیلئے تیار ہیں۔ وہ اسلام کے شیدا اور سچائی کے فدائی ہیں۔ اور نور ایمان بہت سے پہلوؤں میں ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

اس جماعت کو صراط المستقیم پر ثابت کرنے کے لئے حضرت صاحبؑ نے بہت سی تجاویز پر عمل کیا ہے اور ہر ایک تجویز اپنے اپنے رنگ میں ایسی مفید ثابت ہوئی۔ کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔ چنانچہ سب سے آخر میں آپ نے یہ دیکھتے ہوئے کہ ہماری جماعت میں علماء کی بڑی ضرورت ہے جو کہ جماعت میں اسلام کے سچے اصولوں کی تعلیم دیں اور لوگوں کو وعظ و نصیحت سے خدا کے فضل و کرم سے بھٹکنے نہ دیں۔ ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جس کا مقصد دینیات کی تعلیم دینا تھا۔ اور آپ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے پسند فرمایا کہ آپ کی یادگار کے طور پر اس مدرسہ کو بڑے پیمانے پر قائم کیا جائے۔ اور اس میں ایسے علماء پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ جو موجودہ ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اچھی طرح سے قابل ہوں چنانچہ اس مبارک مدرسہ کا نام **احمدیہ** رکھا گیا۔ اور اس وقت سے اس کی مفید اور کارآمد بنانے کی متواتر کوشش چلی آ رہی ہے۔ لیکن وہی نصاب جیسے حد کرنے کیلئے اس مدرسہ کے قائم کرنے کی ضرورت پڑی تھی اس کے سد راہ ہوا یعنے لوگوں کا دنیا کیطرف زیادہ رجحان۔ یہاں تک سوائے چند طالبعلموں کے باقی کل کے کل وہی طالبعلم ہیں۔ جنکو وظیفہ کے زور سے اس مدرسہ میں داخل کیا گیا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ باوجود حضرت کی یادگار ہونیکے اس مدرسہ کیطرف احباب نے بہت کم توجہ کی ہے۔ ورنہ چار لاکھ کی جماعت میں سے سو ڈیڑھ سو لڑکا اب نکل آنا کیا مشکل تھا۔ جو اپنے خرچ پر دین کے لئے تعلیم پاتا۔ قرآن شریف میں صریح حکم ہے کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر اور پھر فرمایا کہ وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون پس بموجب ان آیات کے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے کہ جو اپنی زندگی کا ایک حصہ دین کے حاصل کرنے میں لگا دے اور پھر خواہ یہ لوگ تبلیغ دین پر ہی لگ جائیں۔ اور خواہ دوسرے کام بھی کرتے رہیں اور تبلیغ دین میں بھی مشغول رہیں اور ہماری جماعت کا تو ایسے علماء کا پیدا کرنا فرض مقدم ہے کیونکہ انہوں نے بیعت کرتے وقت عہد کیا ہوا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اب ایک طرف دنیا کی طرح طرح کی نعمتیں اور ترقیات کا سلسلہ نظر آتا ہے اور دوسری طرف یہ شان و شوکت نظر نہیں آتی پس یہی موقعہ ہے کہ صادقوں کا صدق آزمایا جائے۔ اور متقیوں کے اتقا کی آزمائش کیجائے۔ اور مجھے یقین ہے کہ احباب ضرور اس کام کو پورا کرتے رہیں گے۔ جن لوگوں نے اپنے پیر کے لئے گھر چھوڑ کر اور طرح طرح کے دکھ اٹھا کر بھی سچے راستہ کو نہیں چھوڑا اور صراط مستقیم پر قائم رہے ان پر یہ گمان کب ہو سکتا ہے کہ وہ اس کار ثواب کے پورا کرنے میں قاصر رہیں گے۔ اور اب تک جو یہ سستی ہوئی ہے اس میں صرف احباب کا ہی قصور نہیں بلکہ مجھے ماننا پڑتا ہے کہ خود ہمارا بھی قصور ہے کیونکہ جب لوگوں نے اس طرف توجہ نہیں کی تو ہمارا فرض تھا۔ کہ ہم ان کو اس طرف متوجہ کریں۔ اور اگر پھر بھی وہ متوجہ نہ ہوں۔ تو بیشک ان پر الزام آتا ہے۔ مگر گذشتہ راصلاۃ کے مقدمہ پر عمل کرتے ہوئے میں احباب کو اسطرف توجہ دلانے کی جرأت کرتا ہوں کہ وہ نہ صرف مال سے بلکہ اولاد سے اس سلسلہ میں مدد دیں اور جن کو خدا نے دو یا تین لڑکے دیئے ہیں وہ اللہ کی راہ میں ایک لڑکا دیدیں جو مدرسہ احمدیہ میں تعلیم دین حاصل کرے اور خدا چاہے تو ہزاروں لاکھوں کو راہ ہدایت دکھلا کر اپنے اور اپنے والدین کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور اجر کا مستحق ٹھیرے یاد رکھو کہ جو خدا تعالیٰ کے لئے ایک دانہ بھی خرچ کرتا ہے خدا تعالیٰ اُسے بڑھاتا ہے اور اتنا بڑھاتا ہے کہ کسی کو اس کی امید بھی نہیں ہوتی۔ من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ اضعافاً کثیرۃ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بیٹا قربانی کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ ان کو اس کے بدلے میں اتنی اولاد کا وعدہ دیا گیا کہ آسمان کے ستاروں کی طرح جن کا شمار نہ ہو سکے اسی طرح حضرت اسماعیل نے اپنی زندگی خدا کے راہ میں قربان کرنے کا ارادہ کیا تھا جس کے بدلے میں ان کو یہ رتبہ ملا کہ آپ کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہو کہ جس کی راہ میں مرنیوالوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون ۔

پس یہ گمان مت کرو کہ تمہاری قربانیاں یا خدمتیں ضائع جائینگی۔ اس کے بدلے میں جو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے انعام مقرر کیا ہے وہ یہ ہے۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ یہ مت سمجھو کہ عربی یا دینیات کی تعلیم میں دنیاوی نفع نہیں رزق اللہ کے قبضہ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اس وقت تمام دنیا کی اصلاح کیلئے جس شخص کو خدا تعالیٰ نے چنا وہ انگریزی نہیں جانتا تھا۔ نہ اسکا خلیفہ اس زبان سے واقف ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ حکمت بھی تھی کہ خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے انسان کی کوششوں سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا قل اللہ ثم ذرھم

غرضیکہ نہ یہی کہ ہماری موجودہ حالت ایک علماء کے گروہ کی ضرورت محسوس کرتی ہے اور یہ کہ حضرت صاحب کی خواہش تھی کہ ہم میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو دین سے بکلی واقف ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ ایک ایسی جماعت ضرور ہونی چاہیئے یہ وقت خدمت کا ہے جو ثواب کمانا چاہے کما لے ورنہ وہ وقت آنے میں کہ جماعتیں کی جماعتیں دین میں داخل ہوں گی۔ اور ہزاروں نہیں لاکھوں اپنا مال و اسباب اپنی جان اور اپنی اولاد خدا کی راہ میں پیش کریں گے۔ لیکن آجکل کی خدمت کرنیوالوں کی نسبت وہ درجہ میں بہت کم ہوں گے!

میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد احباب اپنے لڑکوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے بھیجیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور ثواب کے مستحق ٹھیریں گے۔ جن احباب کو کوئی بات دریافت کرنی ہو وہ مجھ سے دریافت کر سکتے ہیں۔

(حضرت صاحبزادہ) مرزا محمود احمد قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تقریر حضرت مولوی محمد احسن صاحب

(برموقعہ جلسہ سالانہ)

حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے پہلے ایک لمبی چوڑی دعا فصیح و بلیغ مقفیٰ و مسجع عربی میں پڑھی منجملہ ان کے ایک دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ الھمنی علما اخرجہ او اعمل بہ وتواجیک وارزقنی فھما اعلم بہ کیف اناجیک یا ارحم الراحمین اللھم ارزقنی فھم النبیین وحفظ المرسلین والھام الملٰئکۃ المقربین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ اللھم افتح لی ابواب رحمتک وانشر علی من خزائن علمک یا ارحم الراحمین۔

پھر اعوذ بسم اللہ کے بعد یہ آیت پڑھی۔

لا خیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نؤتیہ اجراً عظیماً ۔

فرمایا یہ چھوٹی سی آیت اس خاکسار نے پڑھی ہے۔ اگرچہ ہمارے احباب بالخصوص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ

طیبہ میں سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے بہت کچھ جامع و مانع بیان کیا ہے۔ مگر میں بھی بحکم کم ترک الاول للآخر تفصیلاً للحکم کچھ سنا ہی دیتا ہوں۔ واضح ہو کہ حضرت آدم سے لیکر اس یوم تک وقتاً فوقتاً تلبیسات اور دجل کا زور ہوتا رہا ہے اور طرح طرح کے مفاسد و شبہات کی وقتاً فوقتاً ترقی رہی۔ یہانتک کہ بسبب ظہور فساد فی البر والبحر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بعثت آگیا جنکے ظہور کی بشارت تمام انبیاء دیتے رہے تھے۔ یہ زمانہ بھی کثرت الفتن کا تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا تھا۔ ظہر الفساد فی البر والبحر۔ اللہ تعالے نے بتقاضائے صفت رحمانیت کے آنحضرت صلعم کے وسیلے سے جو فساد عالم و عالمیان میں واقع ہوا تھا۔ جسقدر چاہا۔ اس کو رفع فرمایا۔ بعد اس کے خلفاء راشدین رض کا زمانہ ہوا ہے جسمیں دین اسلام کی ترقی لانظیر واقع ہوئی۔ لیکن اللہ تعالے کے علم میں ایک آخری زمانہ دجالی بھی تھا۔ اور وہ یہی زمانہ ہے جبکہ تمام عالم میں مذاہب دجاجلہ اور ادیان باطلہ کی کثرت ہو رہی ہے۔ اس وقت بھی حسب سنت اللہ کے اللہ تعالے کی صفت رحمانیت نے تقاضا کیا تو امت محمدیہ میں سے ایک عظیم الشان انسان جری اللہ فی حلل الانبیاء کو مبعوث فرمایا تاکہ جو بدعات سیئہ و خیالات عقاید فاسدہ پیدا ہو گئے ہیں ان کو دور کرے۔ اور بیرونی دشمنوں اور اندرونی مخالفوں کی مدافعت فرمائے۔

یہ زمانہ دجالی ہے اس کے ثبوت کے لئے ایک ادنےٰ سی بات پیش کرتا ہوں کہ قطع نظر تلبیسات دینیات کے دنیاوی امور میں ہی دیکھو کہ ہر چیز میں کسقدر دجل اور ملمع سازی ہے۔ سونے چاندی کے متعلق ہی نہیں بلکہ ہر چیز میں ہر بات میں دجل اور ملمع کی کاروائی بکثرت دیکھی جاتی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ زمانہ زمانہ دجالی ہے۔ پھر اس دجالیت کے مظہر کو احادیث میں مسیح الدجال کہا گیا ہے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ وہ تمام دنیا کی مساحت کریگا! کون نہیں جانتا کہ جو ترقی علم جغرافیہ کو اس وقت میں ہوئی ہے وہ اس سے پہلے ایسی کبھی نہیں ہوئی۔ دیکھو حضرت موسیٰ کی قوم چالیس سال تک ایک جنگل میں حیران و سرگردان رہی۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ راستہ نہیں ملتا تھا۔ اب تو چپے چپے پر سڑکیں طیار ہیں۔ دریا۔ ریگستان۔ اور بیابان سب کی مساحت ہو گئی اور ہو رہی ہے۔ پس اے میرے دوستو! بتاؤ کہ حسب قول مشہور "نکل دجال عیسیٰ" کیا ضروری تھا یا نہیں کہ مسیح موعود مبعوث ہو ورنہ اللہ تعالے کی صفت رحمانیت اس امت محمدیہ کے لئے ضایع جائیگی "نعوذ باللہ منہ" حالانکہ فرمایا گیا ہے کہ ان اللہ یبعث لھذا الامۃ علے راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ چنانچہ صدی کے سر پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جسکا وعدہ کتب آسمانی میں زبان نبوت سے دیا گیا تھا۔ لوگوں کو چاہیے تھا کہ اس انعام خداوندی کی قدر کرتے۔ اور کفران نعمت کر کے مستحق عقوبت نہ ہوتے۔ بلکہ ایسا نہ ہوا چونکہ مامور من اللہ کے وقت میں شیطانی آوازیں بھی آیا کرتی ہیں۔ ان الشیطین لیوحون الی اولیاءھم لہذا آوازیں تکذیب کی بھی بکثرت آنے لگیں۔ اور الہامات شیطانی بھی موافق اپنی اپنی استعدادہائے فاسدہ کے کذابوں کو ہونے لگے۔ اور سنت اللہ کے بموجب لوگ بموجب فاتبعہ شبہات

مبین کے ہلاک اور تباہ ہو گئے۔ یعنے جنکی نسبت الہام رحمانی و وحی ربانی نے فتوےٰ دیا تھا کہ وہ ہلاک ہوں۔ وہ ہلاک ہو گئے معہذا جو بری بر تھے وہ آواز شیطان کے تابع رہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

بانگ شیطاں گلہ بان اشقیا است
بانگ سلطاں پاسبان اولیا است

چنانچہ ان آوازوں میں سے کسی نے عصا موسیٰ سنایا۔ کوئی کانا دجال بنگیا۔ کوئی صداس سے بول اٹھا۔ اور کوئی جمعوں سے بجائے چراغ کے ظلمت افزا پیدا ہوا۔

لیکن اہل نظر کی نظر میں ان دو آوازوں میں بڑا فرق اور تفاوت بین ہے۔ دیکھو دشمن کے لئے جب دروازہ بند کرتے ہیں تو بھی آواز آتی ہے۔ اور دوست کے لئے جب دروازہ کھولیں تو بھی ایک صدا نکلتی ہے۔ مگر عقلمند وہ ہے جو ان دونوں آوازوں میں فرق سمجھے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

تفاوت است میان شنیدن من و تو
تو بستن در و من فتح باب مے شنوم

آواز تو دونوں کی آئی۔ مگر دوست کے لئے دروازہ کھلتا ہے اور دشمن کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ ایک پر الہام ربانی ہوا تو رحمت الٰہی کا دروازہ کھولا گیا اور سچے الہامات بارش کیطرح ہونے لگے۔ برکات کا دروازہ کھلگیا۔ اس کو ایک جماعت متبعین کی دیگئی۔ اور قبولیت ڈالی گئی۔ دوسرے پر الہام شیطانی ہوا۔ تو اس پر دروازہ بند ہو گیا نہ اس کو کوئی جماعت متبعین کی دی گئی۔ نہ مقبولیت ہوئی۔ بلکہ وقتاً فوقتاً نظارہ ابتریت کا نظر آ رہا ہے۔ یہ مضمون شاعرانہ نہیں بلکہ شاعر نے غالباً قرآن مجید سے اقتباس کیا ہے۔

اللہ اکبر قرآن مجید کیا ہے ایک عجیب بیش بہا نعمت ہے۔ اور اس میں کونسی صداقت ہے جو نہیں۔ میں ہر چند کہ پیر و ناتواں ہوں۔ لیکن اسوقت قرآن کریم کے ارشادات کے بموجب اس بیان جاوداں پر نظر کر کر اور اپنی اور مسیح موعود کا باغ کھلا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہو گیا۔ اور فرط مسرت سے شکر اللہ تعالے اس جوش کے ساتھ بول رہا ہوں جیسا کہ عالم شباب میں بول سکتا تھا۔ (واقعی ۸۵ سالہ عمر میں یہ آواز اس قدر پر جوش اور بلند تھی کہ مسجد کی فضا اس سے گونج رہی تھی)

ہر چند من ضعیفم و ہم ناتواں شدم
ہر گہ کہ روئے خوب تو دیدن جواں شدم

اب دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالے اس مضمون کی تصدیق فرماتا ہے۔ ان الذین کذبوا بایتنا واستکبروا عنھا لا تفتح لھم ابواب السماء

یعنے جو کبر و غرور سے تکذیب کرتے ہیں ہزاروں نشانوں کی (اس وقت میں مخبر صادق کی کیسی عظیم الشان پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور پھر بھی تکذیب ہو رہی ہے) ان کے واسطے دروازے آسمان کے ہرگز نہیں کھولے جاتے۔ سچ فرمایا مولانا روم نے ؎

لعنت اللہ ایں عمل را در قفا
رحمت اللہ ایں عمل را در وفا

دوسرے مقام میں ارشاد فرمایا:۔

ان للمتقین لحسن مآب جنت عدن مفتحۃ لھم الابواب۔

جو اللہ تعالے سے ڈرتے ہیں (ہماری متقین میں خدا کے فضل سے داخل ہے) ان کے واسطے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ یعنے دوسرے کے واسطے بند کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو جمعوں والے نے بڑے دعوے کئے۔ مگر کیا وہ مینار کو بنا سکا۔ جسکی اس نے تکمیل کرنا چاہی تھی۔ کیا اسے جماعت دی گئی۔ کیا وہ ابتر نہ رہا۔ کیا کانا دجال نے کوئی جماعت تیار کی۔ جو اس خشوع و خضوع سے نمازوں کے ادا کرنے والی ہو۔ کہ تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا میں ہے۔ کہاں ہے عصائے موسیٰ کی جماعت وغیرہ وغیرہ پھر دیکھو کہ یہ جماعت بیکس بے بس۔ بے زر ہے پر ہے۔ معہذا اس کے لئے کیسی تائید الٰہی ہو رہی ہے۔ کہ یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ بھی موجود ہے۔ اور کوئی صاحب تلاوت آیات اور تعلیم قرآن مجید میں مصروف ہے اور کوئی تعلیم حکمت قرآنی اور تزکیہ نفس میں مشغول ہے۔ یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ ان کے واسطے دروازے کھولے گئے ہیں۔ ان کے دشمنوں کے لئے بند کئے گئے ہیں عصا موسیٰ نے اپنے الہاموں کی اتنی موٹی کتاب تیار کی۔ مگر جتنے الہام تھے سب غارت ہو گئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ عصا عصیان سے تھا۔

پس ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالے کی رحمانیت کے تقاضا سے دجالی فتنہ کے دور کرنے کے لئے جو یہ سلسلہ قایم ہوا ہے۔ وہ خدا کیطرف سے ہے۔ اور اس سلسلہ کے بانی کے الہام جو براہین وغیرہ میں مندرج تھے پورے ہو گئے۔ اور پورے ہو رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالے پورے ہوں گے۔ اسی لئے یہ آیت الہام میں ہے کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اور ان الہاموں میں سے ایک یہ بھی الہام تھا۔ کہ انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلا الخ۔ جو اس حدیث کی پیشگوئی کے مطابق تھا۔ جو مسیح موعود کے حق میں ہے۔ کہ یتزوج و یولد لہ یعنے آپ کے ہاں ولد صالح عظیم الشان پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجود ہیں۔ منجملہ ذریت طیبہ کے اس تھوڑی سی عمر میں جو خطبہ انہوں نے چند آیات قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا اور سنایا ہے اور جسقدر معارف اور حقائق بیان کئے ہیں وہ بے نظیر ہیں۔ اب کوئی انہیں معمولی بچے۔ اور کہے یہ تو کل کے بچے ہیں۔ ابھی ہمارے ہاتھوں میں پلے ہیں۔ اور کھیلنے کودتے پھرتے تھے تو یاد رہے یہ فرعونی خیالات ہیں۔ چنانچہ فرعون نے بھی حضرت موسیٰ سے یہی کہا تھا:۔

الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین۔ وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین۔

(کیا میں نے بچپن تیری پرورش نہیں کی اور تو اپنی عمر سے کئی سال یہاں نہیں رہا۔ اور تو نے وہ کرتوت کیا جو کیا اور تو کفران نعمت کرنیوالا ہے) میرے پیارو ایسا خیال کسی کے دل میں آئے تو استغفار پڑھے۔ کیونکہ فرعون کا برا انجام ہوا۔ جو تمکو معلوم ہے۔ مثل مشہور ہے کہ الصبی صبی ولو کان نبیا۔

ایک دقیق بات اور سمجھ لینی چاہیے۔ آنحضرت صلعم کیواسطے اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ محمد تمہارے

مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ مگر اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتم ہیں)

یعنی آنحضرت صلعم کا کوئی نسبی اور جسمانی بیٹا نہیں جو جانشین ہو مگر مسیح موعود کے واسطے یتزوج و یولد لہ فرمایا گیا۔ اور اس کی نسبت یہ بھی الہام ہوا۔ کہ کان اللہ نزل من السماء۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ نبی کریم کے ذکر میں ہے کوئی ولد نہ ہو اور مسیح موعود کے ہو۔ پس واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو تمام امتوں کا سردار بنایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ انی جاعلک للناس اماما۔ ایضا وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ ایضا ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویونس ویوسف وموسیٰ و ھارون وکذلک نجزی المحسنین الآیۃ ابراہیم علیہ السلام کی برکت سے ان کی اولاد میں بھی کامل لوگ ہوئے۔ یہ معاملہ یہیں ختم نہیں ہوا جو لوگ محسنین ہیں۔ اللہ کی ذات و صفات کو دیکھنے والے ہیں۔ ان کو بھی ایسے ہی مراتب عطا کریں گے۔

اب چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کسی کے باپ نہیں تو اس سے ابتر ہونیکا شبہ پڑتا تھا (نعوذ باللہ من ذلک) اس لئے لکن حرف استدراک لایا گیا۔ اور جو وہم ماسبق سے پیدا ہوتا تھا۔ اس لئے دور کرکے فرمایا کہ آپ روحانی باپ ہیں اور تمام کمالات نبوت کے جامع ہیں یعنے کامل و مکمل ہیں۔ اس لئے آپ کی مہر سے ولد روحانی یعنی نبی پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو امتی بھی ہوں اور نبوت جزوی بھی ان کو حاصل ہو۔ تاکہ روحانی اولاد کا سلسلہ قیامت تک باقی رہے لیکن اولاد نرینہ نہ ہونے اور بلا فاصلہ ان کے جانشین نہ بننے میں یہ ستر تھا۔ کہ اگر ایسا ہوتا تو درجہ تکمیل کامل طور پر ظہور پذیر نہ ہوتا۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کہ تخم کچھ نہ کچھ اپنی تاثیر کرتا ہے۔ ادھر آپ کے کمالات تکمیلی حضرت ابراہیم کے کمالات تکمیلی سے بھی بڑھ کر تھے پس اس لئے کہ کوئی شخص یہ گمان نہ کرنے پائے کہ یہ اثر تو تخم کی تاثیر کا اثر ہے۔ بحکم الولد سر لابیہ کے بیٹے میں ان کمالات کا کسی قدر ظہور پذیر ہو جانا ضروری تھا۔ لہذا آپ کے روحانی کمالات واسطے اظہار درجہ تکمیل کے صدیق اکبر رضہ کے سینہ میں پہنچے جو آپ کی اولاد میں سے نہیں تھے۔ تا ایک دنیا پر ثابت ہو کہ آپ ایسے کامل و مکمل ہیں کہ غیروں تک بہ سبب حاصل ہونے کمال درجہ تکمیل کے آپ کا اثر پہنچتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے ما صب اللہ شیئ فی صدری الا صببتہ فی صدر ابی بکر۔ یعنی کوئی چیز علوم دینیہ و معارف حقہ اسلامیہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں نہیں ڈالی۔ مگر کہ ابی بکر کے سینہ صافی میں ڈالدی گئی ہاں بالضرور چونکہ چند پشتوں کا فاصلہ واقعہ ہو گیا تو بہ سبب اس فاصلہ کے وہ وہم جاتا رہا۔ تو پھر آپ کی اولاد بنی فاطمہ میں سے ہی کمل افراد پیدا ہوئے۔

دیگر واضح ہو کہ سید المرسلین و خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم نبی اسمعیل میں سے ہیں۔ مگر چونکہ وعدہ نبوت حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے خواہ اسمعیل خواہ اسحاق الی یوم القیامۃ ہے اس لئے حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے مسیح موعود بنی اسحاق سے ہوا تا یہ پیشگوئی کذالک نجزی المحسنین کی بھی دونوں ولد سے پوری ہوئی۔ وہ اس طرح سے کہ بنی اسمعیل میں سے تو ایک ایسے کامل اور مکمل سید المرسلین صلعم پیدا ہوا۔ جن کی امت کنتم خیر امۃ کی مصداق ہو۔ اور بنی اسحاق میں سے ایک ایسا نبی مسیح موعود پیدا ہو جو محمد احمد کا غلام اور معہذا وہ نبی بھی ہو تا کہ وعدہ مندرجہ وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ وغیرہ کا بھی اس سے پورا ہو جائے بقول شخصے۔ شعر

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار
نخبامت بحرِ محرمِ اسرار کجاست

پس الحمد للہ کہ ہم اس پر ایمان لائے اب ہم میں اور غیر احمدیوں میں فرق ہے۔ اور ہمیں مناسب نہیں کہ ان کے ساتھ شامل ہوں اول یہ کہ ہمارے علاتی بھائی غیر احمدی مسلمان مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جن پیشگوئیوں کی تکذیب کر رہے ہیں ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

دوم:- انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہم ان کی اسی زندگی دنیا میں نصرت کریں گے اور پھر آخرت میں بھی۔ آگے رہا صرف مابعد الموت کی نصرت کا ہونا اور دنیا میں کوئی نمونہ اسکا نہ ہوتا تو اس کا ہر ایک فرقہ باطلہ بھی مدعی ہو سکتا ہے۔ ہم نے خدا کے فضل سے اسی دنیا میں اس نصرت الٰہیہ کے نظارے دیکھے۔ یہی ثبوت ہے آخرت میں رحمت الٰہی کے دیکھنے کا۔ کہاں ہے عصاء موسیٰ۔ یعنے وہ موسیٰ جس نے عصیان کیا (الٰہی بخش) کہاں ہے وہ چراغ جس نے ظلمت پھیلائی۔ پھر وہ مکفر پیلا کفر جو سارے ہندوستان میں پھرا اور اپنی تمام کوششوں میں ناکام رہا۔ وہ مخالف جس نے اپنے رسالہ میں لکھدیا کہ "محمد احسن" توبہ کریگا۔ مگر محمد احسن اب تک خدا کے فضل سے اپنے عقیدہ پر قائم ہے۔ اس نے ساعۃ العسرۃ میں قریب سو روپیہ کی ملازمت چھوڑدی۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا الآیۃ

قریب چار ہزار روپے کے مکان کو خیرباد کہی۔ ثم اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

لیکن ہمارا دشمن انی مہین من اراد اھانتک کے الہام کے نیچے آگیا۔ یہ الہام بھوپال میں مجھے پہونچا تھا۔ اور اسی کے ساتھ ہے انی معین من اراد اعانتک۔ سو دونوں جلوے اپنی زندگی میں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

پھر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور حضرت فاضل ایم اے ہمارے سلسلہ کے ایک نوجوان مقرر و محرر ہیں۔ انہوں نے بھی تبلیغ میں اس نصرت الٰہیہ کے جلوے دیکھ لئے۔ اور دیکھ رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ دیکھیں گے۔ جزاھم اللہ فی الدارین خیرا۔

اب میں اس آیت کیطرف رجوع کرتا ہوں کہ اس میں تین باتوں کیطرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔ پس واضح ہو کہ لا۔ اور پھر الا جو نفی اور اثبات کیلئے آتا ہے۔ وہ اثبات کے لئے آتا ہے۔ پس فرماتے ہیں کہ خیر منحصر انہیں تین باتوں میں ہے ہر ایک امر بالصدقہ یعنے جیسے واجبات اور تبرعات ہیں جیسے حسنات الیہ ہیں ان کی تاکید کے لئے حکم دینا۔ جو نفع جسمانی کا خلایق کو پہنچاتا ہے۔ دیکھو قادیان میں کتنی مدیں جاری ہیں یتامیٰ مساکین ابن السبیل وغیرہ وغیرہ۔ دوم امر بالمعروف۔ جو نفع روحانی کا پہنچاتا ہے یعنے ہر ایک نیکی کا کام جو مشہور اور پسندیدہ شرع اسلام کا ہو اس کا امر کرنا۔ اصلاح بین الناس جو دفع ضرر خلق کا تھی یعنے لوگوں میں اصلاح کرنا۔ ان کو اعمال صالحہ کی ترغیب دینا گویا صدقہ میں نفع جسمانی غالب ہے اور معروف میں نفع روحانی غالب ہے اور اصلاح بین الناس میں دفع ضرر ہے۔ اور قادیان کی صدر انجمن احمدیہ اور دیگر ارکین سلسلہ انہیں تین باتوں کا حکم کرتی ہیں۔ اور اسکا عملدرآمد بھی رکھتی ہیں۔ اللھم زد فزد۔

پھر یہ تینوں باتیں ہو سکتا ہے کہ ریا سے ہوں اس لئے فرمادیا کہ ابتغاء مرضات اللہ یعنے جو ان کاموں کو محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے طلب کے لئے کریگا۔ قریب ہے کہ ہم اسے بہت ہی بڑا اجر بخشیں گے۔

میرے دوستو اللہ تعالیٰ کے وعدے بڑے سچے ہیں۔ اور وہ تمہیں تمام قوموں پر روحانی فتح دیگا۔ اور ان کے دلوں کو تمہاری طرف پھیر دیگا۔ اور اس کا یہ بھی وعدہ ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ اس آیت پر بشارت کی نسبت تمام مفسرین و محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے ہے۔ اب چونکہ سیفی قوت سے دین کے متعلق قلوب انسانی پر کامل اثر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے لا محالہ یہ کام اظہار دین اسلام کا براہین قاطعہ و حجج ساطعہ سے ہونا تھا۔ چنانچہ یہ اظہار دین براہین احمدیہ نے کیا۔ بعدہٗ یہ کام اظہار دین اسلام کا ریویو آف ریلیجنز سے ہوا۔ جو حضرت اقدس کے حکم سے جاری ہوا ہے دیکھو لیظہرہ علی الدین کلہ کا ترجمہ کیا ہے۔ کیا دنیا کے مذاہب پر نظر اس میں نہیں ہے۔ جو اسی رسالہ کا نام اس وقت رکھا گیا ہے جو کیونکہ تسمیہ کے اس آیت کا خیال بھی نہیں گذرا تھا۔ پس کیا اعجازی رنگ میں ریویو آف ریلیجنز کے متعلق اس آیت میں پیشینگوئی نہیں ہے۔ یہ رسالہ بھی مسیح موعود کی تحریک سے جاری ہوا۔ اور اب مولانا محمد علی صاحب ایم اے کا ہاتھ اس کو چلا رہا ہے۔ گویا یہی رسالہ ہے جسکے ذریعہ خیالات باطلہ و عقاید فاسدہ کا ابطال کیا جاتا ہے اور لیظہرہ علی الدین کلہ کا نظارہ دنیا میں مشاہدہ ہو رہا ہے۔ ورنہ کوئی بتا دے کہ کسی نے مسیح موعود ہونیکا دعویٰ بھی کیا ہو۔ اور پھر اس نے رسالہ دنیا کے مذاہب پر نظر بھی جاری کیا ہو۔ اور ایسا ہی یہ اللہ تعالیٰ کا یہ سلسلہ جاری ہمیشہ کے لئے رہے گا۔ پھر ہمارے پاس وہ لشکر ہے جو آیات محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم الی آخر سورۃ۔ میں مندرج ہے جسکی تقریر عید کے دن کی گئی تھی۔ اور ہمارے دوست فاضل اکمل نے اسے لکھ کر بدر میں چھپوا دیا ہے۔

اب بحکم اللہ لکل ظہر بطن کے علاوہ بیان سابق کے ایک اور بطن قرآنی کو بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ تمام حروف تہجی اولہا الی آخرہا ان آیات کے کلمات میں موجود ہیں۔ اس میں گویا یہ اشارہ ہے۔ کہ تمام اوامر و نواہی جو ان حروف سے شروع ہوتے ہیں انپر والذین آمنوا معہ یعنی جماعت کے لوگ ثابت قدم رہیں۔ اوامر کی تعمیل نواہی سے اجتناب کرتے رہیں۔